© rasailojaraid.com

نورِ حراء کی روشنی میں دنیا کے پیچیدہ مسائل کا حل

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

کی ایک تقریر کا ترجمہ جو ربیع الاول سنہ ھ میں سعودی ریڈیو اسٹیشن (جدہ) سے نشر ہوئی۔

© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں جبل نور پر چڑھا اور اس کے غار پر جو غار حراء کے نام سے مشہور ہے جا کھڑا ہوا یہاں پہونچ کر میں نے اپنے دل میں کہا — یہی جگہ ہے جہاں خداوند کریم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبری کا شرف عطا فرمایا اور پہلی مرتبہ وحی نازل فرمائی تھی (یہ کہنا حق ہے کہ) یہیں سے وہ آفتاب طلوع ہوا جس کی کرنوں نے دنیا پر نور برسایا اور اسے ایک نئی زندگی بخشی۔

یہ عالم ہر دن ایک نئی صبح کو خوش آمدید کہتا ہے لیکن اکثر و بیشتر نہ اس صبح میں کوئی نیا پن ہوتا ہے نہ کوئی ندرت اور نہ ہر صبح صبح سعادت۔ ان صبحوں کی آمد سے انسان تو جاگ جاتے ہیں مگر انسانیت سوتی ہی رہتی ہے جسم بیدار ہو جاتے ہیں مگر دلوں کی نیند میں ذرا فرق نہیں آتا اور روحوں کی بستی یونہی خواب غفلت میں پڑی رہتی ہے — کیا شمار ہے ایسے تاریک دنوں کا اور ایسی جھوٹی صبحوں کا۔ البتہ اس غار سے ایک سچی صبح نمودار ہوئی تھی جس کے نور نے ہر چیز کو چمکایا اور اس کی آمد نے ہر شی کو جگایا اور اسی صبح سے تاریخ کا رُخ مڑا اور زمانہ کا رنگ بدلا۔

اس صبح سے پہلے انسانی زندگی کا فطری بہاؤ رکا ہوا تھا اس کے ہر دروازہ پر بھاری بھاری قفل چڑھے ہوئے تھے اور وہ گویا چند مقفل دروازوں اور کچھ بند تالوں کا مجموعہ بنی ہوئی تھی۔ عقل پر قفل چڑھے ہوئے تھے جن کے کھولنے سے حکماء اور فلاسفہ عاجز تھے، ضمیر انسانی مقفل تھا جس کو آزادی دلانے سے واعظین اور مصلحین عاجز تھے، قلوب انسانی مقفل تھے جن کے قفل توڑنے میں قدرت کی نشانیاں اور زمانہ کے عبرت انگیز حوادث ناکام ہو چکے تھے۔ صلاحیتیں مقفل تھیں جن کو بروئے کار لانے سے تعلیم و تربیت کا نظام اور ماحول اور سوسائٹی کے اثرات قاصر تھے۔ درسگاہوں کا وجود لاحاصل تھا جن کو کارآمد اور نتیجہ خیز بنانے میں اہل علم اور مدرسین بے بس تھے، عدالتیں اپنے فرائض کے حق میں مقفل تھیں جن سے انصاف حاصل کرنے کے لئے مظلوموں اور محکوموں کی فریادیں بے اثر تھیں، خاندانی مسائل الجھے ہوئے تھے جن کے سلجھانے سے مصلحین و مفکرین عاجز تھے،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قصرہائے سلطنت مقفل تھے جن میں راہ پانے سے محنت کش کسان پسے ہوئے مزدور اور مظلوم رعایا محروم تھی، دولتمندوں اور امیروں کے خزانے مقفل تھے جن کے قفل کھولنے سے ناداروں کی بھوک ان کی عورتوں کی برہنگی اور ان کے دودھ پیتے بچوں کی گریہ وزاری عاجز تھی۔ بڑے بڑے اصلاحی عزائم کے ساتھ لوگ میدان میں آئے، بڑے بڑے قانون ساز کمربستہ ہوئے لیکن ان بےشمار قفلوں میں سے کوئی ایک قفل بھی کھولنے میں کامیاب نہ ہوسکے اسلئے کہ ان تالوں کی اصل کنجی ان کے ہاتھ میں دکھی وہ کنجی گم ہو چکی تھی اور تالا بغیر اپنی کنجی کے کبھی کھل نہیں سکتا، انھوں نے اپنی بنائی ہوئی کنجیوں سے کام لینا چاہا لیکن وہ ان تالوں کو نہ لگیں اور ایک تالا بھی نہ کھول سکیں اور بعض نے ان تالوں کو کھولنے کے بجائے توڑنے کی کوشش کی مگر الٹے اس کوشش میں ان کے اوزار ٹوٹ گئے اور ہاتھ بھی زخمی ہوگئے۔

ایسے وقت میں متمدن دنیا سے الگ تھلگ ایک چھوٹے سے خشک پہاڑ کے اوپر اس گمنام اور ظاہری اعتبار سے بےحیثیت مقام (غار حراء) میں دنیا کا وہ عقدہ لاینحل حل ہوا جو نہ بڑی بڑی حکومتوں کی راجدھانیوں میں حل ہوسکا نہ عظیم الشان درسگاہوں میں حل ہوسکا اور نہ علم وادب کے پرشکوہ ایوانوں میں حل ہوسکا۔ یہاں پروردگار عالم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی صورت میں عالم انسانیت پر ایک احسان عظیم کا دروازہ کھولا اور صدیوں کی گم شدہ کنجی پھر سے انسانیت کو مل گئی۔ یہ کنجی ہے ایمان ــــ! اللہ پر، اس کے رسول پر اور یوم آخرت پر ــــ اس کنجی سے آپ نے صدیوں کے ان بند قفلوں کو ایک ایک کرکے کھول ڈالا جس کے نتیجے میں حیات انسانی کے ہر ہر شعبہ کے دروازے چوپٹ کھل گئے۔ آپ نے جب نبوت کی اس کنجی کو عقل کے قفل پر رکھا تو اس کی ساری گرہیں کھل گئیں، اس کی سلوٹیں اور اس کے پیچ وخم دور ہوگئے۔ اسے نشاط فکر حاصل ہوگیا اور وہ اس قابل ہوگئی کہ انفس وآفاق میں پھیلی ہوئی خدا کی نشانیوں سے نفع اندوز ہوسکے، اس کائنات میں غور کرکے اس کے خالق کو پاسکے، کثرت کے پردوں کو چیر کر وحدت کا جلوہ دیکھ سکے اور شرک وبت پرستی اور اوہام وخرافات کی لغویت کو محسوس کرسکے۔ حالانکہ اس سے پیشتر یہ عقل ان باتوں میں دخل دینے کی مجاز نہ تھی اور صدیوں سے اپنے منصب سے معزول تھی۔ اسی کنجی سے آپ نے انسان کے ضمیر کا قفل کھولا، سویا ہوا ضمیر جاگ اٹھا اور اس کے مردہ شعور واحساس میں حرکت اور زندگی پیدا ہوئی۔ ضمیر کی روک تھام سے آزاد ہوکر نفس انسانی جو صدیوں سے نفس امارہ بنا ہوا تھا اب وہی نفس نفس لوامہ میں تبدیل ہوا اور نفس لوامہ دیکھتے ہی دیکھتے نفس مطمئنہ بن گیا جس کے بعد اس میں کسی باطل کے گھسنے کی گنجائش نہ رہی اور گناہ اس کے لیے ناقابل برداشت ہوگیا۔ اس حد تک کہ گنہگار، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جاکر از خود اپنے گناہ کا اظہار واقرار کرکے اپنے لیے سخت ترین سزا کی درخواست کرتا ہو۔ ایک گنہگار عورت اپنے لیے سنگساری کی سزا کی درخواست کرتی ہے حضور، عذر شرعی کی وجہ سے سزا کو کچھ دن کے لیے موخر فرماتے ہیں وہ اپنے دیہات کو واپس چلی جاتی ہو نہ اسکی نگرانی کے لیے سی، آئی، ڈی متعین ہو نہ مجرمہ کو وقت پر دوبارہ حاضر کرنے کے لیے پولیس متعین ہو لیکن وہ بروقت پھر مدینہ پہونچتی ہے اور خود کو اس سزا کے لیے بخوشی اور باصرار پیش کرتی ہو جو یقیناً قتل سے بھی زیادہ سخت ہو (یعنی سنگساری) [illegible] آتا ہے وہ اس کو کپڑوں میں

© rasailojaraid.com

چھپا لیتا ہے اور خفیہ طور سے اپنے امیر کی خدمت میں لے جا کر پیش کر دیتا ہو تاکہ ادائے امانت تو ہو لیکن امانتداری کی نمائش نہ ہو۔

انسانوں کے وہ دل جو اس طرح مقفل پڑے ہوئے تھے کہ نہ ان میں عبرت پذیری تھی، نہ خوف خدا تھا اور نہ رقت اور نرمی تھی یہ کنجی جب ان دلوں پر لگائی گئی تو یکسر کایا پلٹی ہوئی نظر آئی۔ اب وہ خدا کے خوف سے ہر دم لرزاں و ترساں تھے، حوادث و واقعات سے عبرت حاصل کرتے تھے، انفس و آفاق میں پھیلی ہوئی نشانیوں کا وجود اب ان کے لیے نفع بخش تھا، مظلوموں کا حال زار دیکھ کر تڑپ جاتے تھے اور غریبوں اور بیکسوں کے ساتھ نفرت و حقارت کا برتاؤ کرنے کے بجائے محبت و شفقت کا برتاؤ کرنے لگے۔ اسی طرح نبوت کی اس کنجی نے جب انسانوں کی ان فطری صلاحیتوں اور قوتوں کو چھوا جو عرصہ سے ٹھٹھری پڑی تھیں اور نفع مند ہونے کے بجائے نقصان دہ ثابت ہو رہی تھیں تو وہ شعلوں کی طرح بھڑک اٹھیں اور سیلاب کی طرح موجیں مارتی ہوئی ابل پڑیں اور صحیح رخ پر لگ گئیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صلاحیتوں کو ابھرنے کا موقع نہ ملنے کی وجہ سے جو لوگ بکریوں کی گلہ بانی میں ضائع ہو رہے تھے وہ اب بہترین طور سے قوموں کی نگہبانی اور عالم کی فرمانروائی کی نازک ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے لگے اور جو شخص کل تک صرف کسی ایک قبیلے یا ایک شہر کا نامور شہسوار شمار کیا جاتا تھا وہ اب بڑی بڑی سلطنتوں اور ایسے ایسے ملکوں کا فاتح ثابت ہوا جو قوت و شوکت میں یکتا تھے۔ اسی کنجی سے آپ نے درسگاہوں کے قفل کھولے اور ان میں از سر نو چہل پہل اور رونق پیدا کی حالاں کہ علم کی کساد بازاری اور معلمین کی کس مپرسی اس حد کو پہنچ گئی تھی کہ نہ معلمین کو دلچسپی رہی تھی اور نہ متعلمین کو ــــ آپ نے علم کی قدر و قیمت یاد دلائی اہل علم کا مرتبہ بتلایا اور علم و دین کا باہمی تعلق سمجھایا چنانچہ لوگ درسگاہوں کی ترقی کے لیے دامے درمے قدمے کوشاں ہو گیے، مسلمان کا ہر ہر گھر اور ہر ہر مسجد بجائے خود ایک مدرسہ بن گئی، ہر مسلمان اپنے حق میں متعلم اور دوسرے کے حق میں معلم بن گیا کیونکہ انکا دین ہی خود طلب علم کے لیے سب سے بڑا محرک تھا۔ آپ نے اسی کنجی سے عدالت کا تعطل ختم کیا، اب قانون داں اس قابل تھا کہ اس پر ایک منصف جج کی حیثیت سے اعتماد کیا جا سکے اور ہر مسلمان حاکم اعلیٰ درجہ کا عدل شعار حاکم تھا اور یہ سچے مسلمان سب کے سب محض اللہ کے لیے سچی شہادتیں دینے والے تھے۔ جب اللہ اور آخرت کے حساب و کتاب پر ایمان استوار ہوا تو عدل و انصاف کی فراوانی ہوئی، بے انصافیاں اور بدمعاملگیاں کم سے کم تر ہو گئیں اور جھوٹی شہادتیں اور ظالمانہ فیصلے ناپید ہو گیے۔ خاندانی معاملات جو اس قدر ابتر ہو گیے تھے کہ باپ بیٹے کے درمیان بھائی بھائی کے درمیان، شوہر اور بیوی کے درمیان کشاکش اور چھین جھپٹ کا میدان گرم تھا پھر یہ بیماری خاندانوں کے محدود میدان سے نکل کر معاشرہ کے وسیع میدان میں بھی پہونچ گئی تھی۔ یہی کشاکش نوکر اور مالک کے تعلقات میں بھی برپا تھی حاکم اور رعیت کے تعلقات میں بھی برپا تھی، بڑے اور چھوٹے کے تعلقات میں بھی برپا تھی۔ ہر ایک کا یہ حال تھا کہ اپنا حق کسی طرح چھوڑنا نہ چاہتا تھا اور دوسرے کا حق کسی طرح دینا نہ چاہتا تھا خود اگر کوئی چیز خریدتا تو ناپ تول میں ذرا ذرا سی اونچ نیچ پر باریک بینی سے نظر رکھتا لیکن اگر دوسرے کے ہاتھ کچھ بیچتا تو کم سے کم ناپنے اور تولنے میں پوری پوری مہارت بہم پہونچاتا (اذا اکتالوا علی الناس یستوفون واذا کالوھم او وزنوھم یخسرون)۔ آپ نے اس خاندانی اور معاشرتی نظام کے عقدوں کا حل بھی اسی کنجی سے کیا۔ خاندان اور معاشرہ میں ایمان کا بیج بویا لوگوں کو اللہ کی ناراضی سے ڈرایا اور اللہ تعالیٰ کی [illegible]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِى خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِى تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۔

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تم سب کو ایک نفس سے پیدا کیا (اس طرح کہ) اس کا ایک جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں (کی نسل) سے پھیلا دیئے بہت سے مرد اور بہت سی عورتیں۔ اور اس اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے تم مانگتے ہو اور قرابتوں کا خیال رکھو بیشک اللہ تعالیٰ تم پر نگراں ہے۔

اور خاندان اور معاشرہ کے افراد میں سے ہر ایک پر کچھ ذمہ داریاں ڈالیں اور اسی طرح از سر نو خاندانی نظام کو بھی عدل، محبت اور راستی کی بنیادوں پر قائم فرمایا اور معاشرہ کو بھی اعلیٰ درجہ کا عدل شعار بنایا۔ معاشرہ کے ہر ہر عضو میں امانتداری کا ایسا گہرا شعور اور خدا ترسی کا ایسا شدید احساس بیدار کر دیا کہ اس معاشرہ کے امراء اور عہدیداران تک پرہیزگاری اور سادہ زندگی کے نمونے بن گئے۔ قوم کے سردار اپنے تئیں قوم کے خادم سمجھنے لگے، والیان سلطنت اپنی حیثیت یتیموں کے سرپرست سے زیادہ نہیں سمجھتے تھے کہ اگر انہی ذاتی ملکیت کچھ ہے تو سلطنت کے مال و دولت سے کوئی مطلب نہیں اگر نہیں ہے تو بقدر ضرورت لینے پر قناعت ہے۔ اسی ایمان کی بدولت آپ نے دولتمندوں اور تاجروں میں دنیا سے بے رغبتی اور آخرت سے دلچسپی پیدا کی، انھیں بتلایا کہ مال اصل میں اللہ کا ہے تمھیں اس نے اس کے تصرف میں اپنا نائب بنایا ہے۔

وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ۔

اور خرچ کرو اس (مال و دولت) میں سے جس میں اللہ نے تمھیں اپنا نائب بنایا ہے۔

وَاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِىْٓ اٰتٰىكُمْ ۔

اور دو ان کو (ضرورتمندوں کو) اس مال میں سے جو اللہ نے تمھیں دے رکھا ہے۔

انھیں تجوریوں میں بند کر کے رکھنے اور راہ خدا میں خرچ نہ کرنے سے یہ کہہ کر ڈرایا۔

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۔ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِىْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۔

اور وہ لوگ جو سونے چاندی کے خزانے جمع کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے آپ انھیں بشارت دیدیجئے دردناک عذاب کی اس دن جبکہ ان کے خزانوں کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائیگا پھر اس سے ان کی پیشانیاں، کروٹیں اور پشتیں داغی جائینگی۔ لو یہ ہے تمھارا جمع کیا ہوا اب چکھو اس کا مزہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیغام اور اپنی دعوت کے ذریعہ سے جس فرد کو تیار کر کے کارگہ حیات میں اتارا تھا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وہ اللہ پر سچا ایمان رکھنے والا، نیک خوئی کو پسند کرنے والا، اللہ کے خوف سے ڈرنے اور لرزنے والا، امانت کا پاس کرنے والا، دنیا پر آخرت کو ترجیح دینے والا، مادہ کو حقیر سمجھنے والا اور اپنی روحانیت سے مادیت پر غالب آنے والا تھا۔ وہ اس بات پر دل سے یقین رکھتا تھا کہ دنیا تو میرے لیے بنائی گئی ہو لیکن میں آخرت کے لیے پیدا کیا گیا ہوں پس یہ فرد اگر تجارت کے میدان میں اترتا تو نہایت سچا اور ایماندار ثابت ہوتا، اگر مزدوری کا پیشہ اختیار کرتا تو نہایت محنتی اور بہی خواہ مزدور ثابت ہوتا۔ اگر مالدار ہو جاتا تو ایک رحم دل اور فیاض دولتمند ثابت ہوتا۔ اگر غریب ہوتا تو شرافت کو قائم رکھتے ہوئے مصیبتوں کو جھیلتا۔ اگر کرسی عدالت پر بٹھایا جاتا تو نہایت سمجھدار اور منصف جج ثابت ہوتا۔ اگر صاحب سلطنت ہوتا تو ایک مخلص اور بے غرض حکمران ثابت ہوتا، اگر آقا ہوتا تو رحم دل اور منکسر المزاج آقا ہوتا، اگر نوکر ہوتا تو نہایت چست اور فرمانبردار نوکر ہوتا اور اگر قوم کا مال و دولت اس کی تحویل میں آ جاتا تو حیرت انگیز بیداری اور باخبری سے اس کی نگرانی کرتا ——— یہ تھیں وہ اینٹیں جن سے اسلامی سوسائٹی کی تعمیر کی گئی اور جن پر اسلامی حکومت کی عمارت کھڑی کی گئی۔ اسی بنا پر یہ سوسائٹی اور یہ حکومت ایک بڑے پیمانہ پر افراد کے اخلاق ان کی نفسیات اور ان کے طرز حیات کا مظہر تھی۔ افراد میں جو جو چیزیں تھیں وہ سب کی سب معاشرے میں جمع ہو گئی تھیں، اس کے تاجر کی سچائی اور ایمانداری اس میں تھی اس کے غریب کی خودداری اور مشقت کوشی اس میں تھی، اسکے مزدور کی محنت کشی اور بہی خواہی اس میں تھی، اسکے دولتمند کی فیاضی اور غمخواری اس میں تھی، اس کے جج کی فراست اور عدالت اس میں تھی، اسکے حکمران کا خلوص اور دیانتداری اس میں تھی، اس کے آقا کا انکسار اور رحمدلی اس میں تھی، اس کے خادم کی جفاکشی اور چستی اس میں تھی اور اس کے خزانچی کی نگرانی اور بیداری بھی اس میں پوری پوری موجود تھی۔ اسلامی سوسائٹی جس طرح اپنے افراد کی خوبیوں کی مظہر اتم تھی اسی طرح اسلامی حکومت بھی تمام خوبیوں کی جامع بلکہ ان کا قوی محرک بن گئی تھی۔ یہ حکومت راست رو تھی، عقیدوں اور اصولوں کو منافع اور مصالح پر ترجیح دیتی تھی، عوام کے مال کو لوٹنے کے بجائے ان کے اخلاق اور عقاید کو بنانے اور سنوارنے کی دلسوزی سے کوشش کرتی تھی۔ سوسائٹی اور حکومت کے اثرات کا نتیجہ یہ تھا کہ انفرادی اور اجتماعی پرائیویٹ اور پبلک زندگی کا ہر ہر گوشہ ایمان و عمل، صدق و خلوص، محنت و کوشش اور عدل و انصاف سے سجا ہوا اور ان سدا بہار پھولوں کی خوشبو سے مہکا ہوا تھا۔

غار حراء پر کھڑا کھڑا میں یہ تمام باتیں اپنے دل میں سوچ رہا تھا۔ میں اپنے ان خیالات اور عہد رفتہ کی یاد میں اتنا غرق ہو گیا کہ تھوڑی دیر کے لیے اپنے وجود سے بالکل بے خبر ہو گیا۔ میرا تصور مجھے اپنے ماحول اور اپنے زمانہ سے اڑا کر الگ لے گیا۔ میری نگاہوں میں اس عہد رفتہ کی عمومی اسلامی زندگی کی تصویر پھرنے لگی میں اس کا رخ جمال اور ایک ایک خط و خال دیکھنے لگا اور بالکل ایسا محسوس ہونے لگا کہ وہی زندگی میرے چاروں طرف پھیلی ہوئی ہے اور میں اس کی روح نواز فضاؤں میں سانس لے رہا ہوں۔ اسی عالم تصور میں مجھے اپنے اس زمانہ کا خیال آیا جس کی فضا میں واقعی میں سانس لیتا ہوں، میں نے کہا کہ آج بھی زندگی کی کامیابی اور خوش گواری کے دروازوں پر کچھ نئے قسم کے تالے پڑے نظر آ رہے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مسائل میں پھیلاؤ اور تنوع کی کوئی حد نہیں رہی ہو اور اسی نسبت سے الجھاؤ اور پیچیدگیاں بھی بڑھ گئی ہیں تو کیا اس حالت میں بھی اسی پرانی کنجی سے۔ یہ نئے قفل کھل سکتے ہیں؟

یہ سوال میرے دل میں پیدا ہوا مگر میں نے کہا کہ جب تک میں ان تالوں کو اچھی طرح دیکھ بھال کے ان کی حقیقت نہ معلوم کر لوں مجھے کوئی جواب نہ دینا چاہیئے! چنانچہ میں نے جو ان تالوں کو ہاتھ لگایا تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آ گئی کہ تالے نئے نہیں ہیں وہی پرانے ہیں صرف رنگ روغن نیا ہے اور نہ ہی پیچیدگیاں اور الجھنیں کچھ ایسی نئی ہیں بلکہ ان کی جڑ تو ہو بہو پرانی ہے۔ آج بھی اصل مسئلہ فرد کا مسئلہ ہے جو سارے دوسرے مسائل کا سرا ہے اور یہی ہمیشہ انسانی زندگی کا اصل مسئلہ رہا ہے۔ کیوں کہ فرد وہ اینٹ ہے جس سے سوسائٹی اور حکومت بنتی ہے اور اس کا حال آج یہ ہو گیا ہے کہ مادہ اور قوت کے سوا کسی چیز کو ماننے کے لیے یہ تیار نہیں ہے۔ اپنی ذات اور خواہشات کے ماسوا اسے کسی چیز سے مطلب نہیں ہے، اس دنیا کی قدر و قیمت اس کی نظر میں حقیقت سے بہت زیادہ بڑھی ہوئی ہے، لذت اور خواہشات کی بندگی حد سے گزر گئی ہے اور اپنے پروردگار سے، انبیاء کی رسالت سے اور عقیدۂ آخرت سے رشتہ بالکل ٹوٹ چکا ہے بس یہی فرد کا بگاڑ ہے جو سوسائٹی کے بگاڑ کا سرچشمہ اور تہذیب کی بدبختی کا ذمہ دار ہے۔ یہ فرد اگر تجارت کرتا ہے تو لالچ اور ذخیرہ اندوزی کا بدترین مظاہرہ کرتا ہے۔ ارزانی کے وقت مال روک لیتا ہے اور گرانی کے زمانہ میں نکالتا ہے اور اس طرح لوگوں کی بھوک اور پریشانی کا سبب بنتا ہے۔ یہ فرد اگر مفلس ہوتا ہے تو کوشش کرتا ہے کہ اپنی مفلسی کو دور کرنے کے لیے خود کچھ نہ کرے اور دوسروں کی محنتوں کا پھل مفت میں کھا لے۔ اگر مزدوری کرتا ہے تو اپنے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے لیکن مزدوری پوری لینا چاہتا ہے۔ اگر دولت مند ہوتا ہے تو اعلیٰ درجہ کا کنجوس اور سنگ دل ہوتا ہے۔ اگر صاحب اقتدار ہوتا ہے تو لٹیرا اور بد دیانت ثابت ہوتا ہے، اگر مالک ہوتا ہے تو ایک ظالم اور خود غرض مالک ثابت ہوتا ہے جو اپنے فائدے اور اپنے آرام کے سوا کچھ دیکھنا نہیں جانتا۔ اگر نوکر ہوتا ہے تو کام چور اور بے ایمان، اگر خزانچی بنا دیا جاتا ہے تو غبن کرتا ہے اگر حکومت کا وزیر یا جمہوریہ کا صدر ہو جاتا ہے تو شکم پرور، روح سے بے خبر اور بندہ نفس ثابت ہوتا ہے جو صرف اپنی ذات اور اپنی پارٹی کے فائدے کو دیکھتا ہے، اگر لیڈر بن جاتا ہے اور بہت ہی ترقی پسندی کا مظاہرہ کرتا ہے تو بھی اپنی قوم اور اپنے وطن کے حدود سے باہر اس کا خلوص نہیں نکلتا اور اپنے وطن اور قوم کی عزت بڑھانے کے لیے دوسری قوموں اور دوسرے ملکوں کی عزت و آبرو خاک میں ملانے سے کسی وقت بھی گریز نہیں کرتا۔ اگر قانون سازی کا اختیار ہاتھ میں آ جاتا ہے تو ظلم کے قانون اور بڑے بڑے ٹیکس مسلط کر دیتا ہے۔ اگر اس کے دماغ میں ایجاد و اکتشاف کی صلاحیت ہوتی ہے تو ہلاکت برسانے والے اور تباہی پھیلانے والے آلات ایجاد کرنے لگتا ہے، زہریلی گیسیں ایجاد کرتا ہے جو نوعِ انسانی کو ہلاک کر دیں، بنا ڈالتا ہے [illegible] لاکھ کا ڈھیر بنا ڈالیں ایٹم بم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بنا ہے جس کی ہلاکت خیزیوں سے نہ انسان بچ سکتے ہیں نہ حیوان، نہ کھیت اور باغات۔ اور جب اس فرد کو ان ایجادات کے استعمال کرنے کی قوت بھی مل جاتی ہے تو بستیاں کی بستیاں اندھا دھند نشانے پر رکھ لیتا ہے اور آن کی آن میں زندوں کے شہر، شہر خموشاں بنا ڈالتا ہے۔ پھر ظاہر ہے کہ جب اچھے افراد سے مرکب ہونے والا معاشرہ اور ان سے تیار ہونے والی حکومت ان افراد کی تمام خوبیوں کی آئینہ دار ہوتی ہے تو برے افراد سے تیار ہونے والا معاشرہ اور حکومت دونوں لامحالہ ان افراد کی تمام برائیوں اور بیماریوں کی حامل ہوگی۔ اس میں تاجروں کی ذخیرہ اندوزی بھی ہوگی نفع کا لالچ بھی ہوگا تنگ دستوں کی سرکشی بھی ہوگی، مزدور کی کم محنت اور زیادہ اُجرت کی بری عادت بھی ہوگی۔ دولت مند کی ہوس کے جراثیم بھی اُڑ کر اُسے لگیں گے، اپنے حکمراں کی بدنیتی اور عیاری بھی اس میں پھیلے گی، مالکوں کا جور و ستم بھی اس کی عادت میں داخل ہوگا، نوکر کی خیانت اور خازن کا غبن بھی اس میں سرایت کرے گا، وزراء کی نفع پرستی اور لیڈروں کی وطن پرستی بھی اس میں آئے گی، قانون سازوں کے اندھیر اور سائنس دانوں کی بے راہ روی بھی اس میں جمع ہوگی، اور زور آوروں کی سنگ دلی بھی اس پورے معاشرہ اور پوری حکومت کی خصوصیت بنے گی ——— یہ ہے وہ اصل مادہ فساد جس کے بطن سے وہ تمام بیماریاں، وہ تمام الجھنیں اور وہ تمام پیچیدگیاں پیدا ہوئی ہیں جن سے انسانیت پریشان اور زار و نزار ہے۔ اس مادہ فساد کا نام ہے مادہ پرستی کا ذوق، یا مادہ اور اس کے مظاہر ہی کو سب کچھ سمجھنے کا عقیدہ! بلیک مارکیٹنگ اسی کا نتیجہ ہے، رشوت ستانی اسی کا نتیجہ ہے، ہوشربا گرانی اور مہنگائی اسی کا نتیجہ ہے، ذخیرہ اندوزی اسی کا نتیجہ ہے، افراط زر اسی کا نتیجہ ہے۔ آج کے مفکرین اور مقننین آج تک ان مشکلات کا کوئی کامیاب حل نہیں ڈھونڈھ کر لا سکے، ایک مشکل کو حل کرتے ہیں تو دوسری نئی مصیبت میں پھنس جاتے ہیں ایک گرہ کھلتی ہے تو کئی اور نئی لگ جاتی ہیں۔ بلکہ اب تو یہ کہنا بھی بیجا نہ ہوگا کہ ان کی عقدہ کشائی بجائے خود نئے نئے عقدوں کو جنم دے رہی ہے۔ جیسے اناڑی ڈاکٹر کے علاج سے صحت کے بجائے کچھ نئے نئے مرض اور پیدا ہو جائیں ——— یہ اس مریض پر روز نئے تجربے کر رہے ہیں۔ انھوں نے سمجھا کہ شخصی حکومت ان تمام امراض کا سبب ہے لہٰذا اسے ختم کر کے جمہوری طرز حکومت کی بنیاد ڈالی۔ مگر اس سے بھی مسئلہ حل نہ ہوا تو بعض نے پھر آمریت اور ڈکٹیٹریٹ کو اختیار کیا، اس سے اور خرابیاں بڑھتی دیکھیں تو پھر جمہوریت کی طرف رجوع کیا۔ ایسے ہی کبھی نظام سرمایہ داری کو اختیار کیا اس سے اور گرہیں بڑھیں تو اشتراکیت اور سوشلزم کو اپنے درد کا درماں سمجھ لیا مگر معاملہ کی نوعیت ذرا نہ بدلی اور مشکلات جوں کی توں یا پہلے سے کچھ سوا ہوگئیں۔ کیوں ——— ؟ اس لئے کہ یہ ساری تبدیلیاں اور سارا ردوبدل اوپر اوپر ہوتا رہا اور مشکلات کی جو جڑ اور بنیاد ہے یعنی فرد اور اس کا بگاڑ! اس کو ہاتھ نہیں لگایا گیا اس میں کسی اصلاح و تغیر کی کوشش نہیں کی گئی اور قصداً یا بلا قصد اس حقیقت سے غفلت برتی گئی کہ اصل فساد اور ٹیڑھ افراد میں ہے جس کی بنا پر معاشرہ اور حکومت میں بھی ٹیڑھ پیدا ہوگئی ہے۔ لیکن

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر یہ اس حقیقت کو خوب سمجھ بھی لیتے اور برائیوں کی اس جڑ کو پا بھی لیتے تب بھی اس کا علاج ان کے بس کی بات نہ تھی۔ مانا کہ ان کے پاس اشاعت علم کے مؤثر ذرائع ہیں اور یہ دور ہی تعلیم و تربیت کی ترقی کا دور ہے مگر ان کے ہاتھ میں وہ طاقت تو نہیں ہے جس سے فرد کا رخ شر سے خیر کی طرف اور تخریب سے تعمیر کی طرف موڑ دیں۔ کیونکہ یہ روحانیت بلکہ روح کی وقعت ہی سے عاری اور ایمان سے خالی ہیں، ان کے پاس دل کو غذا دینے اور اس میں ایمان کا پودا لگانے کا سامان نہیں ہے۔ ان کے ہاتھوں سے وہ چیز نکل چکی ہے جو عبد اور معبود کے درمیان رشتہ جوڑے، اس زندگی کے ساتھ دوسری زندگی کا تعلق قائم کرے، روح و مادہ کے درمیان توافق پیدا کرے اور علم کو اخلاق سے وابستہ کرے۔ ان کے روحانی افلاس، اندھی مادیت اور غرور عقل نے تو ان کو اب اس حد تک پہونچا دیا ہے کہ تخریب و تباہی کے اس آخری تیر سے بھی اپنے ترکش کو خالی کر لینا چاہتے ہیں جس کی ہلاکت خیزیوں سے انسانیت کا پورا کنبہ نیست و نابود، اور پورا کرۂ ارض اجاڑ اور ویران ہو سکتا ہے۔ خدانخواستہ اگر اس وقت دنیا کی متحارب طاقتوں نے ان خوفناک ہتھیاروں کے ساتھ جنگ کا میدان گرم کیا تو یقیناً ان کے یہ نو ایجاد آلات تہذیب و انسانیت کا خاتمہ کر دیں گے۔

مؤتمر المصنفین کی ایک اور پیشکش

قومی اسمبلی میں
اسلام کا معرکہ

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ کی سرگرمیاں

صورت شمشیر ہے دست قضا میں وہ قوم کرتی ہے جو ہر زماں اپنے عمل کا حساب (اقبال)

قومی اسمبلی میں جمہوری قومی و ملی مسائل پر قراردادیں مباحثات۔ پارلیمنٹ میں موجودہ سیاسی پارٹیوں کا موقف، حزب اختلاف اور حزب اقتدار کا اسلامی و ملی مسائل کے بارہ میں رویہ، شیخ الحدیث کی تقاریر، اور ان کی قراردادوں پر ارکان اسمبلی کا ردعمل — آئین کو اسلامی اور جمہوری بنانے کی جدوجہد پر گیارہ گفتگو، تحاریک التوا، سوالات اور جوابات، مسودہ دستور میں ترمیمات اور تشریحی تقریریں۔

- ★ سیاستدانوں کے منشور اور انتخابی وعدے کردار کی کسوٹی پر۔
- ★ ایک اہم سیاسی دستاویز۔
- ★ ایک آئینہ اور ایک اعمالنامہ
- ★ ایک ایسی رپورٹ جو اسمبلی کے شائع کردہ سرکاری رپورٹ کے حوالوں سے بھی مستند ہے۔
- ★ پاکستان کے مرحلہ آئین سازی کی ایک تاریخی داستان اور ایک ایسی کتاب جس سے دکلاء، سیاستدان بھی اور اسلامی سیاست میں منہمک افراد و جماعتیں بھی بے نیاز نہیں ہو سکتیں۔
- ★ ایک ایسی کتاب جو جہاد حق اور غلبہ اسلام کے علمبردار علماء کیلئے حجت و برہان بھی ہے۔ اور مستقبل میں اسلامی جدوجہد میں رہنما بھی — کتاب شائع ہو چکی ہے اور ترسیل جاری ہے۔

عمدہ کتابت و طباعت حسین سرورق، قیمت پندرہ روپے، صفحات ۔۔۔

مؤتمر المصنفین اکوڑہ خٹک (پشاور)

مؤتمر المصنفین کی پہلی پیشکش

دعواتِ حق (جلد اول)

از شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ العالی

خطبات، مواعظ اور ارشادات کا عظیم الشان مجموعہ علم و حکمت کا گنجینہ جسے ہر کتب فکر ... اور ہر طبقہ نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ دین، شریعت، اخلاق، معاشرت، علم و عمل، عروج و زوال، نبوت و رسالت، شریعت و طریقت کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس پر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے مدلل انداز میں ... ایک انقلابی اور اسلامی انقلاب ... کتابت ... صفحات ... قیمت ...

مؤتمر المصنفین، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

مؤتمر المصنفین کی دوسری پیشکش

اسلام اور عصرِ حاضر

از قلم: مولانا سمیع الحق مدیر الحق

عصر حاضر کی تمدنی، معاشرتی، معاشی، سائنسی، اخلاقی، آئینی اور تعلیمی مسائل میں اسلام کا موقف ... فرق باطلہ ... کے پیدا کردہ شکوک و شبہات کے جواب ... الحق ... مغربی تہذیب و تمدن ... اسلام ... یہ کتاب آپ کو ایمانی حمیت اور اسلامی غیرت ... آپ کی رہنمائی کرے گی۔ صفحات ... ، ... ابواب ، ... ، قیمت ...

مؤتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (پشاور پاکستان)

© rasailojaraid.com